# انڈونیشیا کے پاکستانی سفارت خانے میں

# قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں

محمد نعیم خانی

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ، اس وقت دنیا میں ان کی تعداد پندرہ ملین سے تجاوز کر چکی ہے اور دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں ان کے ماننے والے قیام پذیر ہیں۔ اسرائیل سمیت دنیا کے ایک سو بیس ممالک میں ان کے عبادت خانے موجود ہیں، جہاں انتہائی منظم انداز میں احمدیت کی تبلیغ اور نشرو اشاعت کا کام جاری ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے، جس پر برافروختہ ہو کر ۱۹۸۴ء میں خلیفہ وقت مرزا طاہر احمد انگلستان ہجرت کر گئے ہیں اور اب احمدیت کی نشرو اشاعت کا مرکز لندن ہے۔ بیشتر اسلامی ممالک میں بشمول سعودی عرب قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ قادیانی حضرات شہرت کی خاطر اکثر و بیشتر مباہلوں، مناظروں اور اسی قسم کی دیگر حرکات سے اپنے وجود کا یقین دلاتے رہتے ہیں۔ پچھلے سال ۱۰ جون ۸۸ء کو مرزا طاہر احمد نے تحریری طور پر دنیا کے مسلمانوں کو مباہلے کا چیلنج دیا تھا، جسے اکثر و بیشتر مقامات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر قبول کر لیا گیا تھا اور مرزا صاحب سے کہا گیا تھا کہ وہ ایک مقررہ جگہ پر تشریف لے آئیں، جہاں حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو جائے، مگر انہوں نے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی کہ مباہلے کے لیے کسی ایک جگہ جمع ہونا شرط نہیں ہے۔ ان کے اتباع میں جماعت احمدیہ کیرالہ کے امیر نے بھی وہاں کے مسلمانوں کو مباہلے کا چیلنج دیا ۲۸ مئی ۸۹ء کو مباہلے کا دن طے کیا گیا تھا، مگر چیلنج کے فوراً بعد خلیفہ وقت کے نائب اور امیر احمدیہ جماعت، ملیالم، اس دنیا سے کوچ کر گئے، اس واقعے کی تفاصیل دیگر اخبارات کے علاوہ ۱۳ جولائی ۸۹ء کے تکبیر میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

پاکستان میں بھی احمدیوں کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں کستان میں مختلف ناجائز ذرائع سے احمدی حضرات نے بہت سے اہم مناصب پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وزارت خارجہ اور وزارت تعلیم پر ان کی خاص توجہ ہے۔ اس سلسلے میں جکارتہ کے پاکستانی سفارت خانے کے پولیٹیکل افیئرز کے بعض پاکستانیوں کی طرف سے ارسال کردہ بعض حقائق، جو انتہائی مستند طریقے سے حاصل شدہ ہیں پیش کیے جا رہے ہیں۔ حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ان واقعات کی فوری تحقیقات کرائی جائے اور پاکستانی سفارت خانے اور اسکول کو نیز جہاں کہیں بھی، اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں ان سے نجات حاصل کی جائے۔

---

جکارتہ میں پاکستانی ایمبیسی سے آمدہ اطلاعات کے مطابق انڈونیشیا میں متعین پاکستانی سفیر، جناب خالد سلیم، کمرشیل سیکرٹری مسز انجم بشیر، پریس اتاشی مسٹر جاوید سرفراز اور پاکستانی اسکول جکارتہ کے پرنسپل مبشر احمد انتہائی متعصب قادیانی (احمدی) ہیں۔ یہ حضرات پاکستان کے عزت، وقار اور تحفظ و سلامتی کے ضیاع کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ پاکستان دشمن سرگرمیوں میں پوری طرح ملوث ہیں۔ ان حضرات نے ۳ ہندوستانی نوجوان لڑکیوں اور دو اسرائیلی عورتوں کو پاکستانی کمیونٹی اسکول اور پاکستان ایمبیسی میں ملازم رکھا ہوا ہے۔

ان حضرات کے پرائیویٹ خطوط سے، جو بعض محب پاکستان عناصر کے ہاتھ لگ گئے، ثابت ہو گیا ہے کہ یہ حضرات پاکستانی پاسپورٹ اور ویزے بیچنے کے کالے دھندے میں بھی پوری طرح ملوث ہیں۔ انہوں نے ہندوستانی انٹیلیجنس کمانڈوز اور اسرائیلی ایجنٹوں، موساد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

EMBASSY OF PAKISTAN
JAKARTA

July 24 1989.

No. Pol(DP), Sec. 7249

**PAKISTAN GATE**

Embassy confirms that the Ambassador of Pakistan Mr. Khalid Saleem, the Commercial Secretary Mr. Anjum Bashir, the Press Attache Mr. Javed Sarfraz, and the Principal Pakistan Embassy School Jakarta Prof. Mubashir Ahmad are staunt Ahmadiyahs and ignoring the pride and security of the nation are busy in anti-Pakistan activities, as they have employed 3 Indian agents and two Israeli agent ladies in Pakistan Embassy and Pakistan Embassy School Jakarta.

2. Letters recovered from the above mentioned persons's private mail reveal that they have received a very large amount of money to provide Pakistani Passports with visas to Black Cats-the Indian Intelligence Commandos and the MOSSAD-Israeli agents to enter Pakistan for massacre in big cities and to sabotage Pakistan Nuclear installations, specially at Kahuta.

3. All concerned documents are coveyed through the Indian Hindu teachers working in Pakistan Embassy School Jakarta to the above mentioned gencies. Official record concerning the Indian teachers recovered from Press Attache office shows that Miss Pushpa Gurnani- a Hindu, studied ... Memorial International School Jakarta, and then trained in Poona, ...) is being paid 400 US$, and the other Hindu teacher Mrs. ... to a Philippino) studied in Poona and served at Gandhi

سفارت خانے سے موصول ہونے والے ایک اطلاع نامے کا تراشہ

کے کمانڈوز کو ویزے جاری کیے ہیں، تاکہ وہ پاکستان کے بڑے شہروں میں قتل عام کریں، تخریب کاری کے باقاعدہ نظام کو منظم کریں اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کردیں، بالخصوص کہوٹہ پلانٹ کو۔

یہ ساری خط و کتابت اور پاکستانی رازوں پر مشتمل دستاویزات کی ترسیل ان ہندو اساتذہ کے ذریعہ ہو رہی ہے، جو پاکستانی ایمبیسی اسکول جکارتہ میں کام کر رہے ہیں اور حقیقتاً وہ "را" اور "موساد" کے لوگ ہیں۔ انڈین ٹیچرز کے بارے میں سرکاری ریکارڈ سے، جو ایمبیسی کے پریس اتاشی کے دفتر سے برآمد ہوا ہے، معلوم ہوا ہے کہ اسکول کے ایک ٹیچر مس پشپا گورنانی، جو ہندو ہیں، انہوں نے جکارتہ کے گاندھی انٹرنیشنل اسکول میں تعلیم حاصل کی ہے اور پھر پونہ جا کر سی ٹی کی ٹریننگ کی ہے، انہیں ان کی خدمات عالیہ کے صلے میں چار سو امریکی ڈالر مشاہرہ دیا جاتا ہے۔ دوسری ہندو ٹیچر مسز اولینڈو ہیں، جنہوں نے ایک فلپینی سے شادی کر لی ہے، انہوں نے بھی پونہ میں تعلیم حاصل کی ہے اور گاندھی میموریل اسکول جکارتہ میں بھی پڑھا چکی ہیں، اور اب پاکستانی اسکول میں پڑھاتی ہیں۔ انہیں ماہانہ چھ سو یو ایس ڈالر مشاہرہ ادا کیا جاتا ہے، ان کے مقابلے میں دیگر انڈونیشی ٹیچرز سے بہت برا سلوک ہوتا ہے، تنخواہیں بھی بیحد کم ہیں، حالانکہ وہ لوگ اعلیٰ تعلیمی اسناد کے حامل ہیں۔ پاکستانی سفیر صاحب کے، اس امتیازی برتاؤ کو انڈونیشی محکمۂ تعلیم اور انٹیلیجنس ایجنسی "باکن" کے علم میں بھی لایا جا چکا ہے۔ جن کی طرف سے آج کل تفتیش ہو رہی ہے۔ ایک اور ہندو انڈین ٹیچر مس پدیتما ہیں، ان کی ماہانہ تنخواہ پانچ سو امریکن ڈالرز ہے۔ ایک اسرائیلی ایجنٹ مسز ریال بھی اسی اسکول میں متعین کی گئی ہیں، جن کا ماہانہ مشاہرہ چھ سو یو ایس ڈالر ہے، سفارت خانے میں سفیر صاحب کی "پرائیویٹ سیکریٹری" مسز جینی ہیں، جو عیسائی ہیں اور اسرائیلی مفادات کے لیے کام کرتی ہیں، ان کی تنخواہ بھی بہت زیادہ ہے۔

اسکول کی انجمن والدین و اساتذہ اور طلباء کے والدین کی طرف سے بھیجے گئے بے شمار خطوط سے پتہ چلا ہے، کہ اسکول میں ملازم ہندوستانی اساتذہ نہ صرف پاکستان کے سبب قیام کو غلط بتاتے ہیں بلکہ موقع بموقع پاکستان اور

پاکستانیوں کی توہین کرتے رہتے ہیں، انہوں نے پاکستان کے خلاف بچوں کے دلوں میں نفرت اور تحقیر و استہزاء کو بھی اپنا مستقل وطیرہ بنایا ہوا ہے۔ پاکستان کی تہذیب و ثقافت، شعائرِ اسلامیہ، پاکستانی لیڈروں اور قائد اعظم، شہید ملت، علامہ اقبال وغیرہ کو مستقل برا بھلا کہا جاتا ہے۔ پاکستانی اسکول کے نصاب میں من مانی تبدیلیاں کردی گئی ہیں، مثلاً گریڈ نمبر ۵ اور گریڈ ۶ کی جغرافیے کی کتاب کو، جس میں پاکستان کا جغرافیہ تھا ایک اور ملک کے جغرافیے کی کتاب سے تبدیل کر دیا گیا ہے، جو نہ صرف بچوں کے لیے غیر ضروری ہے، بے حد مشکل بھی ہے پاکستانی بچوں کو ہندو اساتذہ مشرقی پاکستان کے سقوط کی مثالوں اور دیگر طریقوں سے بتاتے رہتے ہیں کہ پاکستان غلط بنا ہے اور ایک نہ ایک دن اسے ٹوٹنا ہے۔ ان کا طرزِ عمل بالکل وہی ہے، جو بنگلہ دیش بننے سے پہلے کے بنگالی ہندو اساتذہ کا تھا۔ انڈونیشی ٹیچرز میں بھی پاکستان اور پاکستانیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ بڑی تیزی سے ابھر رہا ہے کیونکہ سفیر صاحب اور پرنسپل صاحب کی مہربانیوں سے ہندو ٹیچرز کو انڈونیشی ٹیچرز کے مقابلے میں کم از کم پانچ گنی زیادہ تنخواہ دی جارہی ہے۔

پاکستانی اسکول میں عیسائیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ کلاسوں میں روزانہ عیسائی عبادات انجام دی جاتی ہیں۔ چیریٹی کیک تیار کیئے جاتے ہیں، جو پاکستانی اور دیگر مسلمان بچوں میں معاشرتی سرگرمیوں، کے نام پر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ایک بڑے افسر نے ۲۱ جون ۸۹ء کو اسکول کے معائنے کے بعد، اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے غیر مناسب بھی قرار دیا ہے۔ تمام عیسائی تہوار بڑی دیدہ دلیری سے، شان و شوکت سے منائے اور پاکستانی اور دیگر مسلمان بچوں سے منوائے جاتے ہیں۔ اسکول کے مختلف فنکشنز اور تقریبات میں ہندوستانی بالخصوص جنسی مظاہروں سے بھرپور، رقص خاص اہتمام کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں۔ احمدی پرنسپل جناب مبشر احمد صاحب نے ۲۱ فروری ۸۹ء کو اپنی آمد کے فوری بعد انڈین ایمبیسی سے خصوصی درخواست کی کہ پاکستانی اسکول میں ہندوستانی کلچر اور موسیقی پر مبنی کلاسوں کا اجرا کیا جائے اور کیے، اس شرمناک اقدام سے پاکستانی قوم کے عزت و وقار کو کس قدر بٹہ لگا اور وہاں مقیم غیرت مند اہلِ پاکستان کی کتنی تضحیک ہوئی، اس کا اندازہ ہر غیرت مند پاکستانی لگا سکتا ہے۔ وہاں کام کرنے والے عیسائی مغربی گروہوں اور طائفوں نے اسکول کے ہندوستانی اساتذہ کو فرنیچر، پوسٹر اور وال کلاک وغیرہ پیش کیے ہیں، تاکہ اسکول میں آویزاں کیا جائے، ہر محبِّ وطن مسلمان اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان پوسٹروں میں کن "ارشادات" کی تلقین ہوگی۔

مسلمان اساتذہ کی تضحیک و تذلیل سے انہیں، اس بات کی طرف دھکیلا جاتا ہے کہ وہ استعفیٰ دیدیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہندو اور عیسائی اساتذہ بھرتی کیے جاسکیں۔ اس وقت بھی بچوں کے والدین کے کہنے کے مطابق تقریباً اسی فیصد اساتذہ غیر مسلم ہیں۔

اسکول اخلاقی گراوٹ، ابتذال اور مالی بدعنوانیوں کا مرکز بن چکا ہے، جسے قوم کے لیے ایک سفید ہاتھی ہی کہا جاسکتا ہے۔ سنگاپور بینک میں اسی ہزار امریکی ڈالروں پر مشتمل ایک خفیہ ریزرو فنڈ کھولا گیا ہے، جو وزارت تعلیم یا حکومت پاکستان سے بالکل پوشیدہ ہے۔ تحقیق و تفتیش ہی پر شاید اس کا پتہ لگایا جاسکے۔ حکومت پاکستان ہر سال، اس اسکول کے لیے نو لاکھ روپے کی گرانٹ دیتی ہے، مگر یہ ساری گرانٹ اور وہاں سے حاصل کردہ آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ درج بالا ذمہ داران اسکول کی جیبوں میں چلا جاتا ہے، جب کہ پاکستانی قوم کا بڑا حصہ غربت و افلاس اور بحران کن حالات سے دوچار ہے، بے روزگاری اور بحران بڑھتے جارہے ہیں، یہاں مسز بشیر ہی کے پاس دو دو کاریں موجود ہیں، احمدی پروفیسر مبشر احمد، سفیر کبیر کے سالے ہیں۔ اسی لیے بغیر کسی انتخاب یا وزارت تعلیم کی ضروری کارروائی کے ، اس منصب پر متعین کردیئے گئے ہیں، حالانکہ اس جگہ اور یہاں دیگر متعدد جگہوں کے لیے۔ اس مرتبہ انتخاب صوبہ بلوچستان سے ہونا تھا۔ گویا اس طرح واضح اور صریح طور پر صوبہ بلوچستان کے حقوق کو غصب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور احمدی مبلغ صاحب کو بھی ربوہ سے ایک ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ پر طلب کیا گیا ہے۔ یہ صاحب بھی بظاہر تعلیم دینے کے لیے بلائے جارہے ہیں، جب کہ ان کا کبھی بھی شعبۂ تعلیم سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا ہے۔ اس مرتبہ تمام اساتذہ کا انتخاب اور تقرر صوبہ بلوچستان سے ہونا تھا، مگر سفیر صاحب اور مسز انجم بشیر تمام قوانین اور ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور بلوچوں کے حقوق پر ڈاکہ

ڈالتے ہوئے صرف اور صرف احمدی اساتذہ لارہے ہیں ، جس کے لیے وزارتِ تعلیم سے کوئی منظوری بھی حاصل نہیں کی گئی ہے ۔ ان حضرات کو لانے سے ، جہاں انہیں پاکستانی اسکول کی چھت نصیب ہوگی ، وہیں اس کی آڑ میں انڈونیشیا کا وسیع و عریض میدان میسر ہوگا ۔ تاکہ احمدیت اور قادیانیت کی دل کھول کر تبلیغ کی جاسکے اور لوگوں کو احمدی بنایا جاسکے ۔

پاکستانی ایمبیسی کے دیگر اسٹاف ممبر عرصہ دراز سے یہ باتیں حکومت کے علم میں لاتے رہے ہیں ۔ مگر شاید یہاں کے ارباب حل و عقد کا خیال ہے کہ ہندو اساتذہ ، عیسائیوں یا پاکستان دشمن حضرات کی تعلیم سے بچوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ۔ تعلیم تو ہوتی ہی رہے گی ۔ ایک بڑے افسر کی طرف سے ایک مرتبہ اسٹاف میٹنگ میں یہ کہا بھی گیا ہے کہ مسلمان بچے ہندو تھوڑی ہو جائیں گے ۔

حال ہی میں ایک انڈونیشی مسلمان طالب علم نے اپنے ایک خط میں حکومت کو ، اس بات کی نشان دہی کی تھی کہ سفیر صاحب کی کوششوں اور فری ویزا دینے کی وجہ سے پندرہ احمدی طالب علم اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں ۔ ان طلباء سے ویزوں اور دیگر مراعات پر کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے جبکہ دوسرے انڈونیشی طالب علموں سے ویزوں اور دیگر مدوں میں بھاری رقوم وصول کی جاتی ہیں ، ساتھ ہی ان کی پاکستان آنے پر ہمت شکنی بھی کی جاتی ہے ۔ یہ خط اور اس سلسلے میں ایک مضمون جکارتہ کے ایک اسلامی رسالے " پوجی مسیارا کت " میں جولائی ۱۹۸۹ء میں چھپ بھی چکا ہے ۔ اس کے علاوہ ایک انڈونیشی طالب علم پاکستانی سفارت خانے کے ذمہ دار حضرات پر سخت تنقیدی خط بھی لکھ چکا ہے ، جس میں ان بے قاعدگیوں اور امتیاز پر شرم دلائی گئی ہے ۔ یہ خط سفارت خانے میں محفوظ ہے ، بہاسا انڈونیشیا میں تحریر ہے ۔ خط اور اس کا ترجمہ حسب طلب متعلقہ محکمے سے منگوایا جا سکتا ہے ۔

احمدی پرنسپل مبشر احمد صاحب نے اسکول کی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے ایک خاص سائنس ٹیچر پر ڈال رکھا ہے ، یہ سائنس ٹیچر ، جو سائنس پڑھانے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ۔ آج کل " دینیات " پڑھاتے ہیں ، اس سلسلے میں والدین شکایات بھی کرچکے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ سائنس ٹیچر نہ ہونے سے بچے سائنس میں کافی کمزور ہیں ۔ مبشر احمد صاحب یہ " ٹھکانہ " میسر آجانے پر اب اسکول کے امور میں کم سے کم دلچسپی لیتے ہیں اور جکارتہ میں احمدی تبلیغی مشنوں کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مشغول ہیں ۔

پریس اتاشی مسٹر جاوید بھی اپنی ڈیوٹی میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور مسٹر انجم کمرشیل سکریٹری کے ساتھ مل کر پاکستان دشمن تحریکوں میں مشغول ہیں ، انڈونیشیا کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ پاکستان کے بارے میں بڑی تشویشناک اور تکلیف دہ خبریں چھاپ رہے ہیں ملک کو افلاس زدہ اور پسماندہ کلچر کا حامل ظاہر کیا جارہا ہے بعض اوقات بڑی شرمناک خبریں اور تاریک پہلو دکھائے جاتے ہیں ، یہاں تک کہ اس میں وزیر اعظم پاکستان کو بھی نہیں بخشا گیا ہے ۔

جکارتہ کے سب سے بڑے عیسائی روزنامے KOMPAS کے ۲۳ جولائی ۸۹ء کے سنڈے ایڈیشن میں ایک کرسچین میگزین " جکارتہ جکارتہ " کے حوالے سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے ، جس میں وزیر اعظم کو بھی ملعون کیا گیا ہے ، جس کے الفاظ ہیں " سی ہونے ! ملالن مادور اجیو بے نظیر " جس کا ترجمہ ہے " راجیو کا بے نظیر کے ساتھ ہنی مون مبارک ہو " ۔

اس کے علاوہ دیگر متعدد پاکستان کی اہانت پر مبنی خبریں شائع ہو چکی ہیں ، جن کا ایمبیسی میں باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے ، یہ خبریں اور دیگر معلومات ایمبیسی سے کسی بھی وقت حاصل کی جاسکتی ہیں ۔

مندرجہ بالا تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہماری درخواست ہے کہ

(۱) ملک و ملت اور اسلام دشمن عناصر بالخصوص سفیر پاکستان مسٹر خالد سلیم ، پریس اتاشی جاوید سرفراز ، کمرشیل سکریٹری انجم بصیر اور پرنسپل مبشر احمد کو فوراً برطرف کیا جائے ۔

(۲) آئندہ مزید احمدی اساتذہ کے تقرر پر پابندی لگائی جائے ۔

(۳) اسکول کو تمام گرانٹس بند کر دی جائیں ، کیونکہ ان کا بہت بڑا حصہ ہندوستان منتقل ہو جاتا ہے ۔

(۴) تمام اساتذہ کو وزارت تعلیم کے تحت قائم کردہ ایک سلیکشن بورڈ کے ذریعہ منتخب کیا جائے اور ہر صوبے کے کوٹے کا ملحوظ خیال رکھا جائے ۔

(۵) ہندوستانی اور اسرائیلی ایجنٹوں کو فوراً اسکول سے نکال دیا جائے۔

(۶) تمام اسکول اکاؤنٹس حکومت پاکستان کے علم میں لائے جائیں اور حکومت کے حکم کے بغیر کوئی اکاؤنٹ کہیں نہ کھولا جائے۔

(۷) اب تک ایمبیسی کے ارباب حل و عقد سے، جو یہاں کے والدین نے متعدد سوالات کیے ہیں، جن کا ہمارا سفارت خانہ کوئی جواب نہیں دے سکا ہے، حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ان کا واشگاف الفاظ میں جواب عنایت فرمایا جائے۔ سوالات یہ ہیں۔

(الف) کیا احمدیوں کو مملکت کی اعلیٰ ترین پوسٹوں پر کام کرنے کی آزادی ہے؟ (والدین)

(ب) کیا پاکستانی اساتذہ کے انتقال پر ان کی جگہ ہندو غیر پاکستانی اساتذہ کو مقرر کیا جانا چاہیے (سوال من جانب ایمبیسی اسٹاف)

(ج) کیا پاکستان میں کوئی انٹیلی جنس ایجنسی ہے (ایک مسلمان ملک کے غیر پاکستانی والدین کا سوال)

(د) کیا پاکستانی بھول چکے ہیں کہ کس طرح ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں پاکستانیوں کی تذلیل کی گئی تھی، ان کے نوے ہزار فوجیوں کو قیدی بنالیا گیا تھا اور دسمبر ۸۸ء میں بھارتی فوج نے پاکستانی ملٹری اتاشی بریگیڈیئر عباسی کو مارا تھا۔ (مقامی پاکستانیوں کے تین خطوط)

(ر) کیا پاکستانی اتنے ہی ناسمجھ اور غیرت سے عاری ہیں کہ ہندوستانی اور اسرائیلی ایجنٹوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہیں۔ (ایک مقامی پاکستانی کی خط)

(ز) ہندوستانی سفارت خانوں میں کتنے پاکستانی ملازم ہیں؟ (حکومت انڈونیشیا میں ملازم ایک مقامی پاکستانی کا خط)

یہ تمام خطوط پاکستانی ایمبیسی انڈونیشیا کے ریکارڈ میں موجود ہیں، جنہیں کسی بھی وقت منگوایا جاسکتا ہے۔

●●

بشکریہ تکبیر کراچی۔ ۷ستمبر ۱۹۸۹ء۔

---

(بقیہ از صفحہ ۵۶)

اللہ ورسول کی مرضی پر قربان کردیا وہ لوگ بیچارے کیا پیٹ کا دھندہ کرتے۔؟

میں وثوق سے کہتا ہوں کہ حضرت امیر شریعت نے میاں صاحب سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی ایسا کوئی واقعہ پیش آیا۔ اگر میاں صاحب کو اصرار ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ شاہ جی نے میاں صاحب کی بات سن کر بھانپ لیا ہوگا کہ موصوف جان کی بازی لگانے والوں میں سے نہیں بلکہ کتاب بازمنشیوں میں سے ہیں۔ میاں صاحب کی افتادِ طبع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں "حلقۂ اہلِ رخصت" میں شمولیت کا مشورہ دیا ہوگا۔ اور پھر میاں صاحب نے خود کو جان کی بازی لگانے والوں کی جگہ کتابیں بیچنے اور پیٹ کا دھندہ کرنے والا ثابت کیا۔

**آئندہ شمارہ میں**

مفکرِ ملت علامہ اقبال کے افکار و سوانح کے حوالہ سے یادگار مقالات ملاحظہ فرمائیں۔

تحریر:۔ سید محمد ذوالکفل بخاری